

جنرل مرزا اسلم بیگ

سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان

امریکی جنرل میک کرشل کا اصولی اعتراض

ایک سپاہی کو اعلیٰ سولین اور عسکری قیادت کے فیصلوں سے اختلاف کرنے کا پورا حق حاصل ہے لیکن اس کا ایک اصول اور طریق کار متعین ہے۔ جس طرح سے جنرل میک کرشل نے اپنے اختلافات کا اظہار کیا ہے اس کی ایک اعلیٰ فوجی افسر سے توقع نہیں کی جاسکتی۔ شاید حالات کی تلخی کے سبب ان کے اعصاب شل ہو چکے ہیں اور وہ اپنی قوت فیعلہ سے محروم ہو چکے ہیں جیسا کہ ان کے ایک قریبی ساتھی نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ”ان میں ایسے سخت ترین حالات میں سب کو ساتھ لے کر کام کرنے کی صلاحیت نہ تھی۔ ایک مخصوص گروپ کے ساتھ کام کرتے تھے اور کثیر مقدار میں شراب نوشی نے ان کے اعصاب پر برا اثر ڈالا ہوگا۔“ لیکن اس واقعہ کے پس منظر میں کئی اور حقائق پوشیدہ ہیں جن کا تجزیہ کرنا ضروری ہے۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ صدر اوباما نے صدارتی انتخابی مہم کے دوران دو وعدے کئے تھے پہلا یہ کہ وہ افغانستان میں جاری بے مقصد اور ظالمانہ جنگ کو ختم کرتے ہوئے وہاں سے فوجیں نکال لیں گے اور مسئلہ کشمیر کا منصفانہ حل تلاش کریں گے لیکن قصر صدارت میں پہنچتے ہی وہ ان وعدوں سے منحرف ہو گئے۔ عسکری اعلیٰ قیادت اور دفاعی اسلحہ ساز لابی کے دباؤ میں آ کر انہوں نے افغانستان کے مسئلہ کو عسکری طاقت کے بل بوتے پر حل کرنے کی راہ اختیار کی حالانکہ وہ آسانی سے یہ کہہ سکتے تھے کہ ”صدر بش نے افغانستان میں کارروائی مکمل کر لی ہے لہذا میں نے افغانستان سے فوجیں واپس بلانے کا فیصلہ کیا ہے۔“

یقیناً اس فیصلے کو نینو اور امریکی عوام پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے۔ دوسری جانب مسئلہ کشمیر کے حل کے سلسلے میں بھارتی لابی نے ان پر اس قدر دباؤ ڈالا کہ انہوں نے رچ ڈا ہلبروک کی ذمہ داریاں صرف افغانستان اور پاکستان کے معاملات تک ہی محدود رکھیں۔

بلاشبہ جنرل میک کرشل اپنی ناکامیوں پر دل برداشتہ تھے کیونکہ وہ ان توقعات پر پورا نہ اتر سکے تھے جو ان سے وابستہ تھیں جیسا کہ جنرل پیٹر یاس نے عراق میں کامیابیاں حاصل کی تھیں حالانکہ افغانستان اور عراق کے حالات میں بہت فرق ہے۔ جنرل پیٹر یاس نے عراق میں نسل اور فروری اختلافات کو ہوا دے کر شیعہ سنی آبادی کے مابین

تفریق پیدا کی جس سے نسلی اور فروغی فسادات اور نارگٹ کلنگ کا سلسلہ شروع ہوا۔ سنی مزاحمت کاروں کو بھاری رشوت دے کر مزاحمت کو کمزور کیا۔ اور مرضی کی حکومت بنانے میں کامیاب ہوئے۔ اس کے برعکس افغانستان میں کسی قسم کے نسلی اور فروغی اختلافات نہیں ہیں۔ یہاں پنجتون اکثریت بیرونی جارح قوتوں سے برسر پیکار ہے اور شمالی اتحاد جو کہ اقلیتوں پر مشتمل ہے۔ امریکی ٹینکوں پر سوار ہو کر افغانستان پر قابض ہوا اور اب جارح قوتوں کے ہمراہ وہ بھی شکست سے دوچار ہے۔ افغانی جہادیوں نے یہ جنگ جیت لی ہے اس لئے قیام امن کے شرائط طے کرتے ہوئے اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا از بس لازم ہے۔ ڈیوڈ ملی بینز نے بالکل صحیح رائے دی ہے کہ ”حقدار قبائل اور نسلی گروہوں کو سیاسی عمل میں کلیدی کردار سونپا جانا چاہیے اور قیام امن کے حوالے سے غالب آنے والے فاتحین کو اقتدار میں شامل کیا جانا نہایت ضروری ہے۔“

جنرل میک کربشل کی ناکامی کا اعتراف دراصل ادبامہ کی جیت ہے کیونکہ صدر ادبامہ نے اپنے فوجی جرنیلوں کو کھل کر جوہر دکھانے کے مکمل اختیار دیئے تھے۔ مگر اب وہ بھی ہمت ہار چکے ہیں اور فوجیں نکالنے کی حکمت عملی اختیار کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ انہیں اس حقیقت کا اعتراف کر لینا چاہیے کہ عسکری طاقت کے ذریعے افغانستان کو مغلوب نہیں کیا جاسکتا۔ اس آٹھ سالہ طویل ”ظالمانہ اور بے مقصد جنگ کو پر امن طریقے سے ختم کرنے کے لئے امریکہ کو چاہیے کہ سیاسی عمل شروع کرے اور اس سلسلے میں مناسب اور بروقت اقدامات اٹھائے۔ پہلے قدم کے طور پر طالبان کے ساتھ گفت و شنید کی راہ اپنائی جانی چاہیے۔ تاکہ باہمی اعتماد کے فقدان کا خاتمہ ہو اور بنیادی مسائل رضامندی سے حل کئے جائیں مثلاً: قابض فوجوں کے افغانستان سے انخلاء کے قائم فریم کا تعین، فائر بندی کا اعلان، طالبان کی تحریک آزادی پر عائد پابندیوں کا خاتمہ، نئے نظام قائم کرنے کے عزم سے سیاسی سمجھوتے کی راہیں ہموار کرنا۔ یہ ایسے اقدامات ہیں جو اگر خوش اسلوبی سے طے نہ کئے گئے تو ان کے انتہائی مہلک نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

کرزئی حکومت طالبان سے گفت و شنید کے سلسلے میں کردار ادا کر سکتی ہے۔ طالبان لوکی جرگہ بلانے پر رضامند ہو کر قومی حکومت کی تشکیل اور مستقبل کے سیاسی ڈھانچے کے لئے نیا آئین بنانے پر متفق ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں دیگر اہم اور توجہ طلب مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

- ☆ افغانستان کی آزادی کے بعد امریکہ اور افغانستان کے تعلقات کی نوعیت کیا ہوگی۔
- ☆ مستقبل کی افغان حکومت کو دنیا کے تمام ممالک کے ساتھ سفارتی، اقتصادی اور سماجی و ثقافتی تعلقات قائم کرنے کی آزادی حاصل ہو۔

- ☆ دیگر ممالک کے خلاف افغان سرزمین استعمال نہ کرنے کی ضمانت۔
- ☆ اقوام متحدہ، امریکہ، نیٹو اور روس کی جانب سے افغانستان میں جنگ کی تلافی کا معاوضہ ادا کرنے اور

تغیر نو کے لئے مناسب منصوبہ بندی کا وعدہ۔

اسی (۸۰) کی دہائی میں پاکستان کے افغانستان کے ساتھ بہترین دوستانہ تعلقات قائم تھے۔ لیکن افغانوں کے اعتماد کو اس وقت ٹھیس پہنچی جب ۱۹۹۰ء میں پاکستان نے آئی ایس آئی کو امریکی دباؤ پر افغانستان کے معاملات سے الگ کر دیا۔ دوسرے مرحلے میں آئی ایس آئی کے وہ اہم عہدیدار جن کے مجاہدین کے ساتھ اچھے مراسم تھے انہیں ہٹا دیا گیا۔ لیکن پاکستان کی سلامتی کو سخت خطرہ اس وقت لاحق ہوا جب ۲۰۰۳ء میں جنرل مشرف نے آئی ایس آئی سمیت دیگر ملکی ایجنسیوں کو سوات، دیر، باجوڑ، فانا اور بلوچستان کے سرحدی علاقوں میں کام کرنے سے روک کر یہ علاقے امریکی سی آئی اے کے حوالے کر دیئے اور اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے افغانستان میں قائم بھارتی جاسوس ادارے بھی اس کے ساتھ مل گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارا تمام سرحدی علاقہ غیر ملکی جاسوس ایجنسیوں کی آماجگاہ بن کر رہ گیا۔ ان غیر ملکی جاسوسی ایجنسیوں کی سازشی کارروائیوں کی وجہ سے ملک میں انتشار پھیلنا یہاں تک کہ پشاور اور اسلام آباد کو شدید خطرات لاحق ہو گئے تھے۔ اور بلوچستان میں تو باقاعدہ بغاوت کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

یہ حالات پاکستان کی سلامتی کے لئے شدید خطرات کا باعث تھے ۲۰۰۸ء میں قائم ہونے والی نئی حکومت نے ان علاقوں میں حکومت کی عملداری قائم کرنے کے لئے عسکری طاقت کے ذریعے سوات، دیر، باجوڑ اور جنوبی وزیرستان کے علاقوں کو دہشت گردوں اور عسکریت پسندوں سے پاک کرنے کے لئے فوجی آپریشن کا فیصلہ کیا۔ پاک آرمی کی کارروائی کی کامیابی کا دار و مدار انٹیلی جنس اداروں کے اشتراک اور مکمل تعاون سے ہی ممکن تھا اور یہ سب اسی وقت ممکن بنایا جاسکتا ہے جب اپنے تمام علاقوں کو امریکی سی آئی اے 'را' موساد کے اثرات سے پاک نہ کر دیا جاتا۔ اب ان علاقوں میں ہماری انٹیلی جنس ایجنسیوں نے مکمل کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ فوجی آپریشن کی کامیابی کے لئے یہ بے حد ضروری قدم تھا اور یہی وجہ ہے کہ ان پر عسکریت پسندوں کے ساتھ روابط کے الزامات عائد کئے جا رہے ہیں۔ اس کامیابی کے باوجود میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ افغان طالبان اور ہماری انٹیلی جنس ایجنسیوں کے مابین باہمی اعتماد کے فقدان کو کم کرنے میں کوئی مدد ملی ہے کہ نہیں۔ طالبان، ملا عمر کی قیادت میں مکمل طور پر متحد ہیں اور ملا عمر ہماری وعدہ خلافیوں کے باوجود پاکستان کے لئے نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ لیکن ان کی زیر قیادت نوجوان طالبان حکومت پاکستان، پاکستانی افواج اور آئی ایس آئی کو قابل اعتماد نہیں سمجھتے۔ اس لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ پاکستان کے لئے امریکہ اور طالبان کو ہذا کرات کی میز پر لانے کے لئے کون سا راستہ کھلا ہے اور خصوصاً غیر ملکی افواج کے افغانستان سے انخلاء کے بعد قیام امن کے حوالے سے پاکستان کو جو کلیدی کردار ادا کرنا ہے وہ کس طرح ممکن ہوگا۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ افغانستان میں حکومت کی تبدیلی اور قیام امن کے مسئلہ پر پاکستان نے وہی موقف اختیار کیا ہے جو امریکہ کا ہے۔ افغانستان میں طالبان کی اجارہ داری نہ ہو اور اس حکومت

کو تمام پڑوسی ممالک کی حمایت بھی حاصل ہو۔“

یہ کمزور اور غیر حقیقت مندانہ موقف ہے۔ طالبان جنگ جیت چکے ہیں اور انہیں کو حکومت بنانے کا حق ہے۔ انہیں ماضی میں بھی دھوکہ دیا گیا جب سوویت یونین کی فوج پسپا ہوئی تو انہیں اقتدار سے دور رکھا گیا۔ پھر ۲۰۰۱ء میں جب نئی حکومت بنائی گئی تو دوبارہ طالبان کو اقتدار میں حصہ نہ ملا۔ اب تیسری بار انہیں دھوکہ دینے کی سازشیں ہو رہی ہیں لیکن اس بار طالبان دھوکے میں نہیں آئیں گے۔ لہذا حکومت پاکستان کو سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا ہوگا ورنہ افغانستان میں امن کی تمام کوششیں ناکام ہو جائیں گی۔ اور پاکستان کی مشکلات میں اضافہ ہوگا۔

جنرل میک کرشل آپ کا شکریہ کہ آپ نے افغانستان سے امریکی فوجوں کے انخلاء کے سلسلے میں آسانیاں پیدا کر دی ہیں اور ”افغانستان کے پہاڑوں کی چٹانوں سے پتھر لڑھکنا شروع ہو گئے ہیں۔“ اگر میری یادداشت ٹھیک ہے تو شاید آپ ہی نے چند سال قبل کہا تھا کہ: ”افغانستان کی ہر چیز سخت ہے خواہ وہ افغانستان کے پہاڑ ہوں، افغانی عوام ہوں یا ان کی قوت مزاحمت“ واقعی آپ نے درست کہا تھا۔

————— ❦ —————

مولانا محمد ابراہیم قاسمی

مدرس جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک

ماہِ صیام

تھنہ رحمان بہر مومنیں ماہِ صیام
مژدہ رحمت برائے مذہبیں ماہِ صیام
روح پرور دلکشا و دلنشین ماہِ صیام
ہے مکمل سر بسر نورِ مبین ماہِ صیام
باعث صد ناز دیں شرع متین ماہِ صیام
اس کے بارے میں ہے قافی کیا حسیں ماہِ صیام

خیر و برکت کا مہینہ آفریں ماہِ صیام
اس مہینے میں ہوا نازل کتابِ آخریں
واسطے یہ امتِ احمدؐ کے ہے انعام خاص
کیسے پرانوار ہیں ساعاتِ رمضان یا عجب
اس کا ہر لمحہ ہے وجد و شوق میں ڈوبا ہوا
خود حضور پاکؐ کا فرمان ہے شہرِ عظیم